مفردات القرآن تالیف مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ۔ ضخامت ۴ ۷ صفحات۔ قیمت ۴ ار۔ دائرۂ حمیدیہ۔ سرائے میر۔ ضلع اعظم گڈھ۔

مولانا مرحوم نے اپنی تفسیر قرآن کے سلسلہ میں قرآن مجید کے بعض اُن الفاظ کی تحقیق کی تھی جن کے مفہوم میں یا تو اختلاف ہو رہا ہے، یا جن کا پورا مفہوم متعین نہیں کیا گیا ہے، یا جنکے معنی کے متعلق غلط فہمیاں عام طور پر شائع ہوگئی ہیں۔ اس تحقیق کو انہوں نے ایک الگ کتاب کی صورت میں مرتب کرنا شروع کر دیا تھا مگر اسے مکمل نہ کر سکے۔ متعدد مقامات پر بحث تشنہ رہ گئی ہے اور بعض جگہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے لکھتے لکھتے بیکایک چھوڑ دیا ہے۔ تاہم جتنا بھی لکھا ہے نہایت مفید ہے اور اس سے قرآن مجید کا تحقیقی مطالعہ کرنے والوں کو بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ کتاب عربی زبان میں ہے۔

جمہرۃ البلاغہ تالیف مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ۔ ضخامت ۸۰ صفحات۔ قیمت ۱۲ ار دائرۂ حمیدیہ سرائے میر۔ ضلع اعظم گڈھ۔

قرآن مجید کے معجزہ ہونے پر سب سے پہلی دلیل اسکی بلاغت ہے۔ اگرچہ اعجاز قرآنی کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں، اور ہر پہلو اپنی جداگانہ اہمیت رکھتا ہے، لیکن چونکہ پڑھنے والے کو سب سے پہلے نفسِ کلام سے سابقہ پیش آتا ہے، اور دوسرے پہلوؤں کی طرف بعد میں نظر جاتی ہے، اسلیے کلام کی بلاغت باقی تمام پہلوؤں پر مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام نے ابتدا سے قرآن مجید کے وجوہ بلاغت کو نمایاں کرنے کی طرف توجہ کی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ ناگزیر تھا کہ نقد ادبی کے قواعد مدون کیے جاتے، محاسن کلام کا تتبع کیا جاتا اور یہ متعین کیا جاتا کہ کلام کا حسن کن چیزوں میں ہے، اور بیان کی خوبی کا معیار کیا ہے۔ چنانچہ علماء نے یہ کام بھی بہت بڑے پیمانہ پر انجام دیا اور علم البلاغت ایک مستقل فن بن گیا جس پر گذشتہ ایک ہزار سال میں دفتر کے دفتر لکھے جا چکے ہیں۔ لیکن جس طرح منطق، فلسفہ اور علم الاخلاق وغیرہ میں یونان کے اثر نے مسلمانوں کو تحقیق کی سیدھی راہ سے ہٹا دیا، اسی طرح نقد ادبی میں بھی وہ خصوصیت کے ساتھ

ارسطو سے بہت زیادہ متاثر ہوئے، اور مزید برآں عجمی مذاق نے بھی ان پر کافی اثر ڈالا۔ اسلیے ابتدائی دور کے چند مصنفین کو چھوڑ کر بعد اکثر و بیشتر اہلِ علم نقد ادبی کے انہی قواعد کی پیروی کرتے چلے گئے جنکی بنا ارسطو نے ڈالی تھی، اور جنکو عجمی تکلفات کے اثر نے اور زیادہ مسخ کر دیا تھا۔ سمجھا یہ جانے لگا کہ کلام کا حسن تشبیہ و استعارہ و مجاز میں ہے اور صنائع و بدائع اسکی زینت ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ علم بلاغت کا ارتقا صحیح ذوقِ ادب سے بہت کچھ منحرف ہو گیا اور بلاغت قرآنی کے وجوہ نمایاں ہونے کے بجائے اور زیادہ مستور ہوتے چلے گئے۔

مولانا حمید الدین مرحوم کی خدمات میں سے یہ خدمت بھی بڑی قابلِ قدر ہے کہ انہوں نے علم بلاغت کو صدیوں کے یونانی و عجمی اثرات کی گرفت سے نکال کر از سرِ نو مدوّن کرنے کی بنا ڈالی۔ ان کا زیر نظر رسالہ اگرچہ نہایت مختصر ہے مگر اس میں انکی شانِ تحقیق و اجتہاد کا کمال نظر آتا ہے۔ انہوں نے اگلوں کی دماغی غلامی سے آزاد ہو کر ان بہت سے غلط نظریوں کی تردید کی ہے جو خواہ مخواہ علم بلاغت کے مسلمات میں داخل ہو گئے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ ارسطو کے وضع کردہ اصولوں کی تو انہوں نے بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ بیخکنی کی ہے۔ پھر خود اپنے اجتہاد سے بلاغت کے اصول مرتب کیے ہیں جو ذوق ادب اور ذوق عربیت سے بھی مناسبت رکھتے ہیں اور جن سے کلام اللہ کی ادبی خصوصیات بھی زیادہ بہتر طریقہ سے سمجھی جا سکتی ہیں۔ ہمارے عربی مدارس میں عموماً فن بلاغت کی تعلیم مختصر المعانی اور مطوّل جیسی کتابوں کے ذریعہ سے دی جاتی ہے جو ایک طرف فن تعلیم کے نقطۂ نظر سے انتہائی ناقص کتابیں ہیں اور دوسری طرف فن بلاغت کے اُس دور کی تصنیف ہیں جبکہ یہ فن عجمیت و یونانیت کی آمیزش سے اپنے انحطاط کی آخری حد کو پہنچ چکا تھا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ان کتابوں میں طلبہ کا وقت ضائع کرنے کے بجائے مولانا حمید الدین مرحوم کے اس رسالہ کو داخل نصاب کیا جائے۔

یہاں یہ کہہ دینا بھی ضروری ہے کہ مولانا کے اس رسالہ کو جدید طرز پر اصول بلاغت کی تدوین کی راہ میں آخری چیز نہیں بلکہ ابتدائی چیز سمجھنا چاہیے۔ موجودہ دور میں نقد ادبی کا فن ایک بہت بڑا فن بن چکا ہے